جسٹرڈ نمبر ایل

ٹیلیفون نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۲۵۲

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

ربوہ

تار کا پتہ "ڈیلی الفضل"

خطبہ نمبر ۲۵

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

جلد ۴۴/۹ — یوم چہار شنبہ — ۳۰ شوال ۱۳۷۴ھ — ۲۲ احسان ۱۳۳۴ ہش — ۲۲ جون ۱۹۵۵ء — نمبر ۱۴۴

خدا تعالیٰ کے پیارے بننے کی کوشش کرو اسی طرح جس طرح بچے اپنے باپ کو پیارے ہوتے ہیں

تم میرے روحانی فرزند ہو جن سے محبت کا رشتہ دنیاوی بیٹوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا سوئٹزرلینڈ میں اپنے روحانی فرزندوں سے خطاب

مورخہ ۵ رجون کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ٹی پارٹی کے موقعہ پر زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کے احمدی احباب کو انگریزی زبان میں خطاب فرمایا (بعد میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے اس کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا) حضور کی اس مختصر تقریر کا ترجمہ قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

میرے دوستو اور بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک سخت بیماری کے بعد تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اس بیماری کے دوران میں بعض اوقات مجھے یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ شاید میں تمہیں کبھی دیکھنے کے قابل نہ ہو سکوں گا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مجھے تم سے ملنے کا موقعہ مہیا فرما دیا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ میں تم سے ملوں بالکل اسی طرح جس طرح کہ ایک باپ کو اپنے بچوں سے ملنے کی خواہش ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے تمہیں میرے روحانی فرزند بنایا ہے۔ اسلئے تم سے میری محبت کا رشتہ طبعاً دنیاوی بیٹوں سے زیادہ مضبوط ہے ——— آج سے تیس سال قبل روم سے براستہ میلان فرانس جاتے ہوئے میں تمہارے ملک میں سے گذرا تھا۔ لیکن میں یہاں پر قیام نہ کر سکا تھا۔ میں نے اس وقت درخت۔ جھیلیں اور ندیاں دیکھی تھیں اور خیال کیا تھا کہ سوئٹزرلینڈ انتہائی خوبصورت ملک ہے۔ جس میں اس قسم کے ہرے بھرے منظر عمدہ جھیلیں

(باقی تصویر کے نیچے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سوئٹزرلینڈ میں اپنے روحانی فرزندوں کے درمیان

مورخہ ۲۱ رمئی کو عید الفطر کی مبارک تقریب پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نماز عید کے بعد (بمقام زیورک) احباب جماعت سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

(بائیں سے دائیں) ہر مبارک احمد فرائی (سوئس نو مسلم) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب (حضور کے پیچھے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب (مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ مشن) ہر حمید ڈیسٹائن سوئس مسلمان

اور سرسبز درخت ہیں۔ میں اس وقت یہ نہ جانتا تھا۔ کہ اس ملک میں بھی ایسی وفادار اور مخلص دل رکھنے والی روحیں پیدا ہونگی۔ جو خدا تعالےٰ کے حضور جھکیں گی۔ اور اس کی ہدایت کو حاصل کریں گی۔ لیکن اب میں اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں۔ اور اس پر میں بہت ہی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ تمہیں صراطِ مستقیم پر چلائے۔ اور تم خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر لو۔ اور تم اس کے اسی طرح پیارے بن جاؤ۔ جس طرح کہ بچے اپنے باپ کو پیارے ہوتے ہیں۔ اگر تم خدا تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کرو گے۔ تو تمہاری تعداد آہستہ آہستہ بڑھ جائے گی۔ اور تم اس دنیا پر غالب آ جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالےٰ)

تمہارا ملک ایک صنعتی ملک ہے۔ گو یہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ تاہم یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ لیکن اگر تم خدا تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کرو گے۔ تو بڑے ملک بھی تم پر رشک کرنے لگیں گے۔ اور خدا تعالےٰ تمہیں ہمیشہ کے لئے زیادہ سے زیادہ شان و شوکت عطا فرمائے گا۔

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۵ء

مودودی صاحب کا بیان

مولانا مودودی صاحب نے سرگودہا میں ایک سپاسنامہ کے جواب میں جو تقریر کی اس میں علماء کو جنہوں نے آپ کے ساتھ فسادات پنجاب میں حصہ لیا تھا بہت برا بھلا کہا ہے۔ اور اپنی اور اپنی جماعت کی تعریف کی ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے فرمایا کہ

"جب بھی علماء کو ذلیل اور رسوا کرنے کی کوشش کی گئی جماعت اسلامی نے بحیثیت مجموعی ان کی مدافعت کی۔ فسادات میں علماء کو خوار کرنے کا سامان ہو رہا تھا۔ اور ان کی طرف سے مدافعت کرنے والا تنہا میں تھا۔

میرے پے بہ پے تین بیانات شائع ہو چکے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہر شخص یہ معلوم کر سکتا ہے۔ کہ میں نے ان میں دین اور اہل دین کی کس طرح مدافعت کی ہے۔ پھر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جب شائع ہوئی تو ایک دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس میں علماء کی گت بنائی گئی ہے۔ اور اس رپورٹ پر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ صرف ایک جماعت ایسی تھی جس نے اس رپورٹ پر تبصرہ شائع کر کے علماء کو اس ننگ و عار سے بچایا۔

صرف جماعت اسلامی ہی وہ بدقسمت جماعت ہے۔ جو ان ساری خدمات کے باوجود بعض ممتاز اور بعض نیم ممتاز علماء کے طعنوں کا ہدف بنی ہوئی ہے۔" (ملت ۲۱ جون ۱۹۵۵ء)

ہمیں مولانا مودودی کے علماء پر الزامات کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ کہ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر صرف ان کی جماعت نے تبصرہ لکھا تھا حالانکہ مولانا میکش نے بھی لکھا تھا۔ اور یقیناً وہ مجلس عمل کی طرف سے لکھا گیا تھا۔

مولانا مودودی صاحب۔ نہ صرف علمائے کرام پر ہی الزام نہیں لگایا۔ بلکہ تحقیقاتی عدالت پر بھی سخت الزام لگایا ہے۔ کہ گویا اس نے علمائے کرام کو خوار کرنے کا سامان کیا تھا۔ اور تحقیقاتی رپورٹ میں علماء کی گت بنائی گئی ہے۔ تحقیقاتی عدالت نے بے شک علمائے کرام کے بعض خیالات کی ضرور معقول تردید کی ہے۔ جن میں خود مولانا مودودی اور ان کی جماعت کے علماء بھی شامل ہیں۔ لیکن رپورٹ میں علمائے کرام کا نام بڑی عزت سے لیا گیا ہے۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ مودودی صاحب نے علمائے کرام کے ساتھ جو چال چلی تھی۔ اس کی قلعی عدالت نے کھول کر رکھ دی ہے۔

ذیل میں "نوائے پاکستان" کی ایک حالیہ اشاعت سے ایک اداریہ کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ جس میں مولانا مودودی صاحب کے اس کردار پر کافی روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے "تحریک ختم نبوت" کے متعلق اختیار کیا۔ نصہ ھذا

"تحریک ختم نبوت کو ہی لیجئے۔ صالحین اپنے یوم پیدائش سے لے کر ۱۹۵۱ء تک اس سے الگ تھلگ رہے۔ جب دیکھا کہ دوسرے لوگوں کی جدوجہد کے صدقہ میں عامۃ المسلمین اس تحریک سے بہت متاثر ہیں۔ تو عوام میں سستی مقبولیت حاصل کرنے کے لئے مودودی صاحب نے اپنی جماعت کے آٹھ نقاط میں اس نویں نقطے کا اضافہ کر لیا۔ کہ جماعت اسلامی بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے مطالبے کی حامی ہے۔ یہ لوگ بادل نخواستہ و بحالت تذبذب متفقہ مجلس عمل میں شامل ہوئے۔ اور جب نوبت مارشل لاء کے نفاذ تک پہنچی۔ تو کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ کہ ہم تو ان میں سے نہیں تھے۔ فسادات برپا کرنے کی ذمہ داری تو مولانا ابوالحسنات اور ان کے دوسرے رفقاء پر عائد ہوتی ہے۔ مودودی صاحب تو راست اقدام کی تحریک شروع ہونے سے پہلے ہی دُم دبا کر بھاگ گئے تھے۔ اور جماعت اسلامی اس تحریک کی حامی نہ تھی۔ جماعت مودودی کے صالحین نے عدالت تحقیقات کے سامنے اپنا جو کیس پیش کیا۔ اس میں بھی یہی لائن اختیار کی گئی۔ اور سلطانی گواہ بن کر دوسروں کو فسادات کا ذمہ دار ٹھہرانے اور اپنی کھوپری بچانے کی پوری کوشش کی۔ صریح کذب بیانی سے کام لیا۔ اور ان کے وکیل نے اپنی وکالت کا سارا زور دوسروں کو ذمہ دار ٹھہرانے اور مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کو بچانے کے لئے صرف کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود عدالت تحقیقات نے پوری چھان بین کے بعد یہ فیصلہ صادر کیا۔ کہ جماعت اسلامی ہر اس اقدام اور اس فیصلے میں جو مجلس عمل نے کیا برابر کی شریک تھی اس کے خلاف عدالت کے سامنے اس کی طرف سے جو اظہارات پیش کئے گئے ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ اس کے بعد فاضل جج صاحبان نے لکھا۔

"ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے جماعت اسلامی کے ذہن کا صحیح طور پر مطالعہ کر لیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگرچہ جماعت مذکورہ راست اقدام کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طے ہوا تھا۔ لیکن وہ پبلک کے سامنے اپنے حقیقی خیالات کا کھلا اور دیانتدارانہ اظہار کرنے سے خائف تھی۔ تاکہ کہیں عوام میں نامقبول نہ ہو جائے" (الیرٹ انگریزی صفحہ ۲۵۳)

(روزنامہ نوائے پاکستان ۱۹ جون ۵۵ء)

ہماری رائے ہے۔ کہ میکش صاحب کا یہ تجزیہ صحیح ہے۔ مگر نوائے پاکستان نے اس اقتباس کے آخر میں جو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا حوالہ دیا ہے۔ دراصل یہ نہایت نرم الفاظ ہیں۔ جو عدالت۔ مودودی صاحب اور ان کی اسلامی جماعت کے حق میں استعمال کر سکتی تھی۔ حالانکہ عدالت نے جو اس سے پہلے کہا ہے کہ

"سید فردوس شاہ کو ۴۔ کی شام کو ایک غضبناک ہجوم نے مسجد وزیر خاں کے اندر یا باہر قتل کر دیا۔ یہ بعد میں ہونے والے واقعات کا محض ایک پیش خیمہ تھا لیکن اس حادثہ کے بعد بھی جماعت اسلامی نے نہ اظہار تاسف کیا۔ نہ اس وحشیانہ قتل کی مذمت میں ایک لفظ کہا بلکہ اس کے برعکس اس جماعت کے بانی نے آگ اور خون کے اس ہولناک ہنگامہ کے درمیان "قادیانی مسئلہ" کا بم پھینک دیا۔" (تحقیقاتی رپورٹ اردو صفحہ ۲۷۱)

مودودی صاحب کی حقیقی ذہنیت کا انکشاف کر رہا ہے۔ یہ قیاس بھی درست ہو سکتا ہے۔ کہ مولانا مودودی صاحب نے "قادیانی مسئلہ" کا بم علماء اور برانگیختہ عوام سے سرخروئی حاصل کرنے کے لئے "آگ اور خون کے اس ہولناک ہنگامہ کے درمیان پھینکا تھا۔ مگر اس کا حقیقی پیچ مودودی صاحب کا وہ خون آشام قسم کا فطری جذبہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو ان کی اسلام کی اس ایڈیشن میں خاص جرم اور افتراقی کے طریق کار کو دیکھ کر ترقی پذیر گیا ہے۔ اور جس کی جھلک ان کی بیشتر تصنیفات میں "جمہوریہ اسلام" کی صورت میں پائی جاتی ہے۔

آپ کی تصنیفات سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ قتل و غارت اور ہنگامہ خیزی کے فطرتاً شائق ہیں۔ اگرچہ آپ اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ نفسیاتی مسئلہ ہے۔ کہ اکثر تنگ طبع لوگ "خبل" کے بھی شکار ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کے لئے مصائب کھڑا کرنے میں لطف و حظ حاصل کرتے ہیں۔ مگر اپنی ذمہ داری سے ہمیشہ دامن بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دوسروں پر ظلم ہوتا دیکھ کر دل

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

متروکہ شہری جائداد کے مطالبہ کے متعلق ایک ضروری تتمہ نوٹ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

میری طرف سے دوستوں کی سہولت کے لئے متروکہ جائداد کے مطالبہ کے متعلق ایک نوٹ جو اس اخبار کے صفحہ پر شائع ہوا ہے۔ جس میں میں نے سات عدد فقرات کی صورت میں بعض ہدایات بطریق مشورہ پیش کی ہیں۔ اسی تعلق میں یہ تتمہ نوٹ شائع کرایا جا رہا ہے تاکہ سابقہ سات عدد ہدایات کے علاوہ دوست مندرجہ ذیل تین باتوں کو بھی مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر درخواست جو شہری جائداد کے مطالبہ کے تعلق میں دی جائے اس کی حسب ضابطہ دو عدد نقول داخل کرانی ضروری ہیں۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ ایک تیسری نقل اپنی یادداشت کے لئے اپنے پاس بھی رکھی جائے۔ اگر دو عدد نقول داخل نہ کرائی جائیں تو درخواست واپس کر دی جائے گی۔

(۲) ہر کلیم فارم پر درخواست دہندہ کے دستخطوں کی تصدیق کے طور پر کسی مجسٹریٹ یا جج یا گزیٹڈ افسر یا ایم۔ ایل۔ اے یا ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ یا ممبر میونسپل کمیٹی یا ممبر ٹاؤن کمیٹی یا ممبر نوٹی فائیڈ ایریا کمیٹی وغیرہ کے دستخط کرانے ضروری ہیں۔

(۳) ہر کلیم فارم کو اپنے جائز اور ثابت شدہ حق کے مطابق صحیح صحیح بھرا جائے۔ غلط مطالبہ کرنے پر درخواست کنندہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

امید ہے دوست ہدایات مندرجہ صفحہ کے ساتھ ان ہدایتوں کو بھی ملحوظ رکھیں گے۔

اس تعلق میں مزید خط و کتابت ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کے ساتھ کی جائے۔ والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد
آف ربوہ حال مقیم لاہور ۲۰ جون ۱۹۵۵ء

خطبہ جمعہ ۲۵

اگر دنیا قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں

خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت اور رحیمیت کی لطیف تشریح

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ جون ۱۹۵۵ء بمقام زیورک

تشہد اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے ان دنوں جمعہ کا خطبہ

ایک پرانی خواب

کی بناء پر اس بات پر دینا شروع کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اچھی گورنمنٹ جس کی ہر شخص دنیا میں تعریف کرے۔ اور جو کیپٹلزم کا بھی مقابلہ کر سکے اور کمیونزم کا بھی مقابلہ کر سکے۔ اس کے گر سورۂ فاتحہ میں بتائے ہیں۔ اور یہ مجھے ڈلہوزی کے مقام پر آج سے چودہ پندرہ سال پہلے ایک سیکنڈ میں کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک فرشتہ نے سنائے کہ یہ خدا تعالیٰ نے گر بتائے ہیں۔ جن سے دونوں قسم کی حکومتوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور کلی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور وہی گورنمنٹ کامل تعریف کی مستحق ہو گی۔ اور دشمنوں سے آزاد ہو گی۔ جو اس تعلیم پر عمل کرے گی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ

خدا تعالیٰ کی حکومت

کن اصولوں پر قائم ہے۔ اور اسی لئے فرمایا کہ الحمد للہ سب تعریفیں۔ سب تعریفوں کے معنے ہیں سب قسم کی تعریفیں اور تمام لوگوں کی تعریفیں۔ تو کل لوگوں کی تعریفیں خواہ وہ اس کے ماننے والے ہوں یا نہ ماننے والے ہوں۔ اور خواہ وہ کسی ملک اور زمانہ کے رہنے والے ہوں اور پھر کسی ایک چیز کی تعریف نہیں۔ بلکہ

ہر قسم کی تعریف

اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کیوں؟ اس لئے کہ وہ رب العالمین ہے۔ ہر ملک و ملت کی ربوبیت کرتا ہے۔ اور ہر مذہب و دین کے ماننے والوں سے نیک سلوک کرتا ہے۔ اگر کوئی گورنمنٹ اس اصول پر چلے۔ یعنے اس کا فائدہ صرف اسکے باشندوں کو نہ پہونچے۔ بلکہ

دوسری قوموں کا بھی وہ خیال رکھے

اور صرف ایک خاص قسم کے گروپ کا خیال نہ رکھے۔ جیسا کہ کمیونزم والے لیبر کا ہی خیال رکھتے ہیں۔ یا امریکہ والے کیپٹلسٹ کا ہی زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ بلکہ اسکے قوانین اور کوششیں ادنیٰ اقوام اور غریبوں کی پرورش کے لئے بھی ہوں اور انہیں اونچا کرنے والی ہوں۔ اور امیروں کو بھی اپنی طاقت اپنے علم کے مطابق اور اپنے ذرائع کو استعمال کر کے فائدہ اٹھانے کے مطابق ہوں۔ تو ایسی ہستی کی سارے تعریف کرتے ہیں۔ اس کی تعریف مزدور طبقہ بھی کرے گا۔ کہ وہ اس کا بھی فائدہ کر رہی ہے۔ اور مالدار طبقہ بھی کرے گا۔ کہ وہ اس کا بھی فائدہ کر رہی ہے۔ جب کوئی حکومت سارے ملکوں کی خدمت کرے گی تو

صرف روس اور امریکہ

ہی اس کی تعریف نہیں کرے گا۔ بلکہ ہندوستان والے بھی کریں گے پاکستان والے بھی کریں گے امریکہ والے بھی کریں گے۔ روس والے بھی کریں گے۔ جرمنی والے بھی کریں گے۔ کیونکہ اس کا فائدہ باہر کے لوگوں کو بھی پہونچے گا۔

آج میں دوسری آیت کو لیتا ہوں یعنے الرحمٰن الرحیم کو۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی تعریف اس لئے ہے۔ کہ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ جو رحمان اور رحیم ہوگا۔ وہ ساری قوموں کی تعریف کا مستحق ہوگا۔

رحمٰن کے معنے

قرآن کریم کی رو سے یہ معلوم ہوتے ہیں۔ یعنے اس استعمال کی رو سے جو قرآن کریم نے اس لفظ کا کیا ہے۔ اس کی رو سے یہ معنے ہیں۔ کہ جس نے کوئی نیک کام اور کوئی خدمت نہ کی ہو۔ اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے والا۔ اور جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اسے وہ ذرائع مہیا کر کے دینے والا ہو۔ جن ذرائع کی وجہ سے وہ اعلیٰ ترقی حاصل کر سکے۔ اور

رحیم کے معنے

یہ ہیں کہ ہر شخص جو کام کرتا ہے۔ اسکے کام کا بدلہ متواتر جاری رہے۔

دنیا میں اس کی مثال پنشن میں ملتی ہے۔ یعنے ایک آدمی نوکری کرتا ہے۔ پھر بیس بائیس چالیس سال کے بعد وہ گورنمنٹ کا کام چھوڑ دیتا ہے۔ تو اسکو پنشن مل جاتی ہے۔ رحیم کا یہی مطلب ہے کہ جب کوئی شخص نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کا بدلہ جاری رکھتا ہے۔ بار بار دیتا ہے تو پنشن ایک ادنیٰ مثال ہے۔ قرآن کریم کی رو سے رحیمیت کے معنے پنشن سے بہت زیادہ ہیں۔ کیونکہ پنشن تنخواہ سے آدھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ وہ گزارہ کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ یا پھر بڑھاپے میں جو امداد دی جاتی ہے۔ وہ بھی گزارہ کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ کہ انسان آرام سے بڑھاپے میں گزارہ کر سکے۔ صرف اتنا ہی ہوتا ہے۔ جو اس کو ملتا ہے۔ مگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ

اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت

کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کریں گے۔ انہیں جنت ملے گی۔ اور جنت کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولھم فیھا ما یشاؤن نیز فرماتا ہے ولکم فیھا ما تدعون کچھ ان کے دل میں خواہش پیدا ہوگی۔ یا زبان پر آئے گی۔ وہ انہیں مل جائے گی۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے۔ لیکن انسان اسکو زبان پر لانے کی جرأت نہیں کرتا وہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ بہت بڑا مطالبہ ہے۔ تو باوجود دل میں خواہش ہونے کے چونکہ وہ بیان نہیں کرتا۔ اس لئے وہ پوری نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان منہ سے ایک بات کہتا ہے۔ لیکن دل میں جانتا ہے کہ یہ میرا حق نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے

دونوں معنے بیان فرما دیئے

کہ جنت میں ولھم فیھا ما یشاؤن بھی ہوگا اور ولکم فیھا ما تدعون بھی۔ یعنے جو دل میں خواہش ہوگی۔ وہ بھی پوری ہو جائے گی اور جو منہ سے بیان ہوگی۔ وہ بھی پوری ہو جائیگی پھر ہو سکتا ہے کہ جنت کی ضروریات کا علم انسان کو یہاں تو نہیں ہوتا انسان وہاں ایسی چیزیں مانگے جو اچھی ہوں۔ اور اسکو مل جائیں گی لیکن وہ ناواقفی میں یہ نہ سمجھتا ہو۔ کہ وہ اسکے بیوی بچوں کے لئے بھی کافی ہوں گی یا نہیں۔ تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مومن جس درجہ کا مستحق ہوگا۔ اس کے بیوی بچے اور اولاد اور ساتھی بھی وہیں رکھے جائیں گے۔ گویا نہ صرف اس کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا۔ کہ اس کی ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔ بلکہ اسکے ساتھ تعلق رکھنے والے دوست رشتہ داروں کی ضرورتیں بھی پوری کی جائیں گی۔ اب دیکھو پنشن کا اس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں پھر فرماتا ہے کہ جنت ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور پنشن میں تو گورنمنٹ پراویڈنٹ فنڈ کا اندازہ کرتی ہے۔ پھر پنشن مقرر کرتی ہے کہ اگر ہم اسکو پراویڈنٹ فنڈ دیتے تو عام طور پر اتنی عمر میں لوگ مر جایا کرتے ہیں۔ تو اس کا حساب لگا لیا۔ اور اسکا سود لگا کر پیسے دے دیئے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہاں وہ ہمیشہ ہی زندہ رکھے جائیں گے گویا

پنشن دائمی ہوگی

اول پنشن دائمی ہوگی۔ دوم پنشن اس کی سب ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہوگی سوم وہ پنشن ایسی ہوگی کہ اس کی ضرورتوں کو ہی پورا نہ کرے بلکہ سارے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرے اگر اولاد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پوتے پوتیاں نواسیاں ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو پنشن والے کہیں گے

کہ ہم نے کہاں سے حساب کتاب کرنے دنیا ہے مگر وہ فرماتا ہے کہ وہ سب بھی اسی مقام پر رکھے جائیں گے۔ اور جو حق اس کو دئے جائیں گے۔ وہ ان کو بھی دئے جائیں گے جنہوں نے خدمت نہیں کی۔ اب

کوئی گورنمنٹ

جو دنیا میں ایسا سلوک کرے اور یہ کام کرے۔ کیا کوئی ہو سکتا ہے۔ جو اس کی مذمت کرے؟ اول تو یہ کہ جن لوگوں کے پاس کچھ نہیں انہیں وہ سامان مہیا کرے۔ جن سے وہ کام چلائیں۔ دوم یہ کہ جب وہ کام کریں۔ تو اس کا بدلہ انہیں بار بار دے۔ پھر کام سے ہٹنے کے بعد بھی بدلہ ملتا رہے۔ پھر وہ بدلہ نہ صرف اس کے لئے بلکہ اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے بھی کافی ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ کافی ہو بلکہ وہ بھی ایسی اچھی جگہ رکھے جائیں جہاں اس کو جو کام کرنے والا ہے رکھوا جاتے اور پھر یہ حالت دو چار سال کے لئے نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہو۔

ہمارے خالد خینک جو آئے ہوئے ہیں انہوں سنایا اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نے بھی سنایا کہ

ہالینڈ کی گورنمنٹ

اب یہ سوچ رہی ہے کہ ہمارے ہاں اچھی صحت ہونے کی وجہ سے آبادی بہت بڑھ گئی ہے اور موت کا ریٹ بہت کم ہو گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گیا۔ کہ بڈھوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے اور بڑھاپا کی پنشن جو گورنمنٹ دیتی تھی وہ اب ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ تو وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ اس کو اڑا دیا جائے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا بڈھوں کو مار ڈالیں۔ یا ملک سے نکال دیں تو گویا جو چیزیں ترقی کا باعث سمجھی جاتی تھیں وہی ان قوموں کی تباہی کا موجب ہو گئیں پہلے انکی

تنزلی کا موجب

یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ برتھ ریٹ بڑھایا جائے اور موت کی شرح کو گھٹایا جائے۔ لیکن اس کے گھٹانے سے دوسروں کی مدد ختم ہو رہی ہے۔ تو الرحمٰن الرحیم میں دوسری قسم کے گر بتائے ہیں اور رب العالمین میں ایک قسم کے گر ہیں) کہ

الٰہی حکومت

چونکہ ان باتوں پر مبنی ہے۔ اسلئے وہ الحمد للہ کی مستحق ہے۔ اگر دنیوی حکومتیں ان اصولوں کو قبول کریں۔ تو وہ بھی الحمد کی مستحق ہو جائیں گی اور ان میں لڑائی جھگڑے اور فساد بند ہو جائیں گے اور ان کے دشمن باقی نہ رہیں گے۔ اگر الرحمٰن الرحیم والی حکومت کو کوئی دشمن مٹانا چاہے۔ تو اس کا یہی مطلب ہوا نہ کہ آپ بھی مرے۔ یہ نہیں بتاتی ہے کہ نہ صرف کام کرنے والے زندہ رکھے جائیں۔ بلکہ جو کام نہیں کرتے وہ بھی زندہ رکھے جائیں۔ سو اب اگر کوئی گورنمنٹ یہ طاقت اختیار کرلے۔ اور پھر اسے وسیع کیا جائے تو صرف اپنے ملک کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ باقی لوگوں کے لئے بھی لازمی بات ہے کہ اس حکومت کا دنیا میں کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ ٭٭ (باقی آخری کالم کے نیچے)

قادیان کی متروکہ شہری اراضی

دوستوں کی سہولت کے لئے ضروری ہدایات

از حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

اب جب کہ حکومت نے متروکہ شہری جائیدادوں کے بدل یا معاوضہ کا رستہ کھول دیا ہے۔ اور اس کے مطالبہ کی اجازت دی ہے تو ان دوستوں کی سہولت کے لئے جنہوں نے قادیان کی میونسپل حدود کے اندر کوئی زمین خریدی ہوئی تھی یا کوئی جائداد رکھتے تھے ذیل کا مشورہ پیش کیا جاتا ہے جسے ملحوظ رکھکر دوست حکومت سے اپنا حق حاصل کرنے میں انشاء اللہ آسانی پائیں گے۔ یہ خیال رہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی موجودہ ہدایت کے ماتحت قادیان کے متروکہ رہائشی مکانوں کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ منع کیا گیا ہے۔ جو نہ صرف قادیان کی پرانی آبادی کے حلقہ درویشاں میں بلکہ سب محلہ جات میں یکساں منع ہے۔ اور حلقہ درویشاں میں تو باقی ہر قسم کی جائداد کا مطالبہ بھی منع ہے۔ مگر حلقہ درویشاں سے باہر قادیان کے دوسرے محلہ جات میں اراضی اور باغات اور دوکانوں اور کارخانوں کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ منع نہیں ہے۔ دوست آپنے اپنے حق کے مطابق حکومت کی شائع کردہ فارموں پر مطالبہ کرکے اپنا حق محفوظ کرا سکتے ہیں۔ اسی تعلق میں ذیل کے اصولی امور مدنظر رکھنے انشاء اللہ مفید ہوں گے۔

(۱) مطالبہ کے لئے سرکاری فارمیں جو حکومت کے ڈاکخانہ جات سے مل سکتی ہیں مختلف قسم کی جائدادوں کے لئے الگ الگ مقرر ہیں۔ یعنی زرعی اراضی اور باغات اندرون میونسپل حدود کے لئے الگ فارم مقرر ہیں سکنی اراضی کے لئے الگ ہیں۔ دوکانات اور پلاٹ برائے دوکانات کے لئے الگ ہیں اور کارخانہ جات کے لئے الگ ہیں۔

(۲) مقررہ فارم کسی ڈاکخانہ سے خرید کر انہیں پوری احتیاط کے ساتھ بھرا جائے اور اگر کسی واقف کار سمجھدار دوست یا وکیل کے ذریعہ بھرا جا سکے تو بہتر ہوگا۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ اور اس کے بعد مقررہ فیس لگا کر ضلع کے متعلقہ دفتر میں رسید لے کر داخل کرایا جائے۔ اس غرض کے لئے حکومت کی طرف سے ہر ضلع میں رجسٹرنگ افسر مقرر کئے جا رہے ہیں۔

۳۔ چونکہ یہ شہری جائداد کا معاملہ ہے۔ جس کے لئے ہر صورت میں سرکاری کاغذات مال میں اندراج ممکن نہیں ہوتا اسلئے اپنے مطالبہ کی تصدیق کے لئے دوسری قسم کا ثبوت بھی پیش کیا جا سکتا ہے مثلاً (الف) نقل رجسٹری یا (ب) کوئی دیگر دستاویز یا (ج) تصدیق فروخت کنندہ یا (د) تصدیق میونسپل کمیٹی یا (ہ) زبانی شہادت وغیرہ۔ البتہ اگر کسی جائداد کا سرکاری کاغذات مال میں انتقال بھی درج ہو چکا ہو۔ تو یہ ایک مزید پختہ ثبوت ہوگا اسے بھی ضرور پیش کیا جائے۔

نوٹ۔ کارخانہ جات کے لئے میونسپل حدود کے اندر واقع ہونا ضروری نہیں ہے

۴۔ اگر کسی دوست نے قادیان کی میونسپل حدود کے اندر ہم سے کوئی قطعہ اراضی خریدا ہو۔ اور ان کے پاس مندرجہ بالا ثبوتوں میں سے کوئی ثبوت موجود نہ ہو تو وہ ہماری طرف سے جاری کردہ سند یا سرٹیفکٹ پیش کر دیں اور اگر کسی دوست کے پاس سند موجود نہ ہو۔ تو وہ اپنی خرید کا حوالہ دے کر ہم سے سند منگوا سکتے ہیں۔ بلکہ اگر وہ پسند کریں تو اس موقعہ پر انگریزی زبان میں بھی سند جاری کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ تاکہ افسران پڑتال کنندہ کو سہولت رہے انشاء اللہ ہماری طرف سے اس معاملہ میں دوستوں کے ساتھ ہر قسم کا جائز اور ممکن تعاون کیا جائے گا۔

(۵) یہ خیال رہے کہ حکومت کا موجودہ فیصلہ صرف ایسی جائدادوں سے تعلق رکھتا ہے جو میونسپل حدود کے اندر واقع تھیں اور چونکہ قادیان کے بیرونی محلہ جات کے قطعات بالعموم میونسپل حدود کے اندر ہی واقع تھے۔ اسلئے درویشوں والے حلقہ کو چھوڑ کر باقی سب محلہ جات کی اراضی (یا باغات یا دوکانات یا کارخانہ جات) کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اوپر کے بیان شدہ ثبوتوں میں سے کوئی ثبوت موجود رہو۔ اسی طرح میونسپل حدود کے اندر کے زرعی قطعات کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جیسا کہ اوپر نوٹ کیا گیا ہے۔ کارخانہ جات کے لئے میونسپل حدود کے اندر واقع ہونا ضروری نہیں ہے

مگر یہ خیال رہے کہ تعمیر شدہ مکان کی تہہ زمین بھی مکان کا حصہ ہوتی ہے۔ اسلئے حضرت صاحب کے موجودہ فیصلہ کے مطابق اس کا مطالبہ نہیں ہونا چاہیئے۔

۶۔ چونکہ متروکہ جائداد کی قیمت بھی درج کرنا پڑتی ہے۔ اسلئے دوستوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ موجودہ مطالبات کے تعلق میں قیمت سے مراد قیمت خرید نہیں ہے۔ بلکہ وہ قیمت مراد ہے۔ جو ملکی تقسیم کے وقت کسی متروکہ جائداد کی تھی۔ مثلاً اگر کسی دوست نے کوئی قطعہ اراضی ایک ہزار روپیہ فی کنال میں خریدا تھا۔ مگر بعد میں قادیان کی ترقی کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ کر تین ہزار روپیہ فی کنال ہو گئی تھی تو مطالبہ میں تین ہزار روپیہ قیمت درج ہونی چاہیے اور پھر اس کا مناسب ثبوت بھی پیش کیا جائے۔ اس تعلق میں الفضل کے مختلف اعلانات بھی کام دے سکتے ہیں جو قادیان کے آخری ایام میں شائع ہوتے رہے تھے۔ اور ارد گرد کے قطعات کی قیمت کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

(۷) اگر کسی دوست کو قادیان کی میونسپل حدود کا علم نہ ہو تو وہ ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کو خط لکھکر اور اپنے قطعہ اراضی اور محلہ وغیرہ کا حوالہ دے کر دریافت کر سکتے ہیں۔ جنہیں میں نے دوستوں کی سہولت کے لئے قادیان کی میونسپل حدود کے متعلق سرکاری گزٹ مطبوعہ ۱۹۲۳ء کی نقل مہیا کر دی ہے۔

نوٹ:۔ یہ خیال رہے کہ اس وقت تک شہری جائداد کے متعلق مطالبات داخل کرنے کی میعاد ۳۱ راگست ۱۹۵۵ء تک ہے اسے ملحوظ رکھا جائے۔ البتہ اگر آگے چلکر اس میعاد میں کوئی توسیع ہو جائے۔ تو اسکے متعلق حکومت کی طرف سے اعلان ہو جائے گا۔

نوٹ ثانی۔ میں نے دوستوں کی سہولت کے لئے باوجود بیماری کے اور باوجود ڈاکٹروں کی تاکید کے کہ آرام کرنا چاہیئے۔ یہ نوٹ لکھا ہے۔ مجھے امید ہے اس معاملہ میں دوست سوائے اشد مجبوری کے میری بجائے ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کے ساتھ خط و کتابت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ وجزاھم اللہ خیراً

والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ حال لاہور ۱۵ جون ۱۹۵۵ء

٭٭ ایسا پاگل کون مل سکتا ہے۔ جو اپنے گلے پر آپ چھری پھیرنے لگ جائے۔ اگر دنیا اس اصول پر عمل کرے۔ تو سارے جھگڑے کیپٹیلزم اور کمیونزم کے ختم ہو جاتے ہیں۔

جماعت اسلامی اور دستوریہ

از محمد اجمل شاہد بی - اے

یہ حقیقت دن بدن واضح ہوتی جا رہی ہے۔ کہ جماعت اسلامی ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس نے مذہب کا لبادہ صرف اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے اوڑھ رکھا ہے۔ شروع میں یہ حقیقت عوام پر واضح نہ تھی۔ اور وہ اسے ایک مذہبی جماعت سمجھتے تھے۔ لیکن جب اس جماعت نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ کو استعمال کیا۔ اور مختلف سیاسی جھونکوں کے ساتھ مرغ بادنما کی طرح اپنا رخ بدلتی رہی، تو عوام کے سامنے بھی اس کی "صالحیت" کی قبا چاک ہو گئی۔ چنانچہ مدیر نوائے وقت ۱۳ر جون ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں زیر عنوان "ایک ناگوار بحث" تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم مولانا مودودی کو مذہبی سے زیادہ ایک سیاسی شخصیت سمجھتے ہیں۔ اور ہماری رائے میں ان کے **اصل مقاصد دینی نہیں سیاسی ہیں**۔ وہ مذہب کا نام اپنی سیاست میں کامیابی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔"

غرض یہ حقیقت اب بالکل طشت از بام ہو چکی ہے۔ کہ جماعت اسلامی اپنے پیچھے خالص سیاسی عزائم رکھتی ہے۔ اور ان کے حصول کے لئے غیر اسلامی ہتھیاروں کو نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال کر رہی ہے۔ بلکہ سیاسی اقتدار کے لئے جو طریق اس نے اختیار کئے۔ وہ بالکل وہی ہیں۔ جو کمیونسٹوں کا طرۂ امتیاز ہیں۔ چنانچہ چیف جسٹس محمد منیر صاحب اور جسٹس ایم آر کیانی نے پنجاب کے فسادات کے متعلق جو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ لکھی۔ اس میں اس حقیقت کو واضح طور پر پیش کیا۔ کہ یہ جماعت ایک "دینی سیاسی" نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"جس کو جماعت اسلام کہتی ہے۔ اس نصب العین کے حصول کے لئے وہ نہ صرف پراپیگنڈا کو ضروری سمجھتی ہے۔ بلکہ آئینی ذرائع سے (اور جہاں ممکن ہو وہاں قوت سے) **سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خواہاں ہے**۔"

تقسیم ملک سے قبل اور اس کے بعد جماعت نے جو مختلف روپ دھارے۔ اور عوام میں مقبول ہونے کی غرض سے جو کئی رنگ کے جامے زیب تن کئے۔ وہ حالات سے باخبر لوگوں سے مخفی نہیں ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے حصول کے متعلق اس جماعت کا مسلک نہایت واضح تھا۔ کہ وہ اس کو "ناپاکستان" کہتی تھی۔ اور اپنے آپ کو ایک "با اصول جماعت" ہونے کی وجہ سے اس کے حصول میں اپنی مساعی کو ضائع نہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جونہی اس کی کوششوں کے علی الرغم پاکستان معرض وجود میں آگیا تو اس جماعت کے داعی نے اس میں پناہ لینے کے ساتھ ہی "اسلامی نظام" کی صدا بلند کی۔ اور رائے عامہ کو اپنے مقاصد کے حصول کی غرض سے ہموار کرنے کی کوشش کی۔ ایک مدت کی کوشش کے بعد جو دستور حکومت کی طرف سے تیار کیا جا رہا تھا۔ جماعت اسلامی کو اس کے "غیر اسلامی" ہونے کا شکوہ تھا اور وہ اس کے نزدیک ناقابل قبول تھا۔ لیکن گذشتہ سال جب دستور مکمل ہو چکا۔ تو یکدم جماعت کی طرف سے اس دستور کے "عین اسلامی" ہونے پر فتویٰ ثبت کر دیا گیا۔ **دنیا حیران تھی کہ اس قدر جلد یہ تغیر کس طرح واقعہ ہو گیا۔ کہ جو دستور کل تک غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہ تھا۔ وہ اب کس طرح خالص اسلامی دستور بن گیا۔ بعد میں جو حقیقت اس کی ظاہر ہوئی وہ جماعت کی "صالح سیاست" کا ایک شاہکار تھا**

واقعہ یوں ہے۔ کہ جب مشرقی بنگال میں مسلم لیگ کی شکست کی وجہ سے متحدہ محاذ برسر اقتدار آیا۔ تو اس نے آتے ہی اس بات کا مطالبہ کیا۔ کہ اس وقت سنٹر میں جو مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ وہ ملک کے صحیح نمائندوں پر مشتمل نہیں۔ اس لئے ان کو نکال کر ان کی جگہ دوسرے نمائندوں کو دی جائے۔ لیکن انہی حالات میں نور الامین گروپ نے (جو الیکشن بنگال میں شکست کھا چکا تھا) اپنے سیاسی مفاد کے پیش نظر دستوریہ میں بعض ایسے قوانین پاس کروا لئے۔ جو ملک کے لئے سراسر نقصان دہ تھے۔ اور پھر ان کے اجراء کے لئے جماعت اسلامی سے سیاسی گٹھ جوڑ کیا۔ اور یہ خفیہ معاہدہ کیا گیا۔ کہ اگر جماعت اسلامی اس دستور کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرے۔ تو وہ برسر اقتدار آنے پر مودودی صاحب کو رہا کر دیں گے۔ اور جماعت کو مرکز میں نمائندگی دی جائے گی۔

اس معاہدہ کی تکمیل کے ساتھ ہی جماعت اسلامی نے اس دستور کے حق میں "اسلامی دستور" ہونے کی مہم شروع کر دی۔ لیکن گورنر جنرل نے بروقت دستور ساز اسمبلی کو ملکی مفاد کے خلاف سرگرم عمل ہونے کی وجہ سے توڑ دیا۔ ملک کے طول و عرض میں گورنر جنرل کے اس بروقت اقدام کو سراہا گیا۔ اور اس کو ملک کو تباہی کے گڑھے سے بچانے کے مترادف قرار دیا گیا۔

لیکن جماعت اسلامی نے اپنی مشینری کو حکومت کے خلاف تیز کر دیا۔ گویا ایک بالکل "غیر نمائندہ" (کیونکہ مشرقی بنگال کے مسلم لیگی وہاں کے حقیقی نمائندہ نہ تھے) اور بقول جماعت اسلامی کے ایک "غیر اسلامی" دستور صرف بعض سیاسی وعدوں کی بنا پر "خالص اسلامی" دستور بن گیا۔ اور یہ جماعت اپنے اصل روپ میں عوام کے سامنے آگئی۔ اور اسلامی دستور کے نعروں کی حقیقت عوام کو معلوم ہو گئی۔

دستوریہ توڑنے کے متعلق گورنر جنرل پر جو سب سے بڑا اعتراض کیا جا رہا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ان کو دستوریہ توڑنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن چند دن قبل ہی چیف کورٹ کی طرف سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے۔ کہ گورنر جنرل کو اس قسم کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ اب تقریباً آٹھ ماہ کے بعد حکومت نے پھر آئین سازی کا کام شروع کیا ہے۔ اور ابھی صرف پارلیمانی بورڈ نے ٹکٹوں کی تقسیم وغیرہ کا کام شروع کیا ہے۔ اور دستوریہ کے لئے امیدواروں کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ تو اب پھر جماعت اسلامی کو یہ شکوہ پیدا ہوا ہے۔ کہ یہ دستوریہ عوام کی نمائندہ نہیں۔ چنانچہ تسنیم ۱۶ر جون ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں زیر عنوان "دستور سازی یا مذاق" لکھتا ہے:۔

"نئی دستوریہ کے نام نہاد انتخابات میں جو ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور حکمران گروہ کے اندر کے مختلف دھڑے جس طرح دن رات ریشہ دوانیوں اور جوڑ توڑ میں مصروف ہیں۔ اس نے اس مجلس کے آئینی اور دستوری وقار کو اس کے وجود میں آنے سے پہلے ہی گرا دیا ہے۔ اور **اسکی نمائندہ حیثیت بالکل صفر کے برابر رہ گئی ہے**۔"

غنیمت یہ ہے۔ کہ جماعت اسلامی نے اس دستوریہ کے خلاف ابھی سے "غیر اسلامی" ہونے کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اس کے "غیر نمائندہ" ہونے کا شکوہ کیا ہے۔ ہمیں اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کہ موجودہ دستور کس طرح اور کیسے مرتب ہوگا۔ لیکن کیا جماعت اسلامی اس بات کا جواب دیگی۔ کہ جب گذشتہ دستور تیار کیا گیا تھا۔ اور ملک نے اس کے غیر نمائندہ ہونے کی وجہ سے اسکی منسوخی کا مطالبہ کیا تھا۔ تو جماعت نے صرف اپنے "خفیہ معاہدہ" کی بنا پر اس پر "عین اسلامی دستور" اور "ملکی نمائندہ" ہونے کا لیبل لگا دیا تھا۔ **تو کیا جماعت اسلامی اس رسوائے عالم موقف کے بعد بھی اپنے اندر یہ جرأت رکھتی ہے۔ کہ وہ نئے بننے والے دستور کے متعلق غیر نمائندہ ہونے کا پراپیگنڈا کرے؟**

درخواست دعاء

خاکسار کی والدہ محترمہ عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ مرض بہت پرانا ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے والدہ محترمہ کے علاوہ افراد خانہ بھی سخت پریشانی اور تکلیف میں ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ کرامت اللہ دار الرحمت ربوہ

خدام الاحمدیہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع

۲۸-۲۹-۳۰- اکتوبر ۵۵ء بمقام ربوہ

جملہ مجالس خدام احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارا پندرھواں سالانہ اجتماع ۲۸-۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء کی تاریخوں میں ربوہ میں منعقد ہوگا انشاء اللہ اس بارہ میں تفصیلات ماہنامہ خالد ربوہ کے جولائی ۵۵ء کے پرچے میں جو یکم جولائی میں شائع ہوگا درج کی جارہی ہیں۔ جملہ خدام الاحمدیہ کی مجالس انہیں اچھی طرح پڑھ لیں اور ان کے متعلق ضروری اطلاعات دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔

نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

انیس سالہ بقایادار اور مرکزی رسید کا حوالہ

تحریک جدید دفتر اول کے انیس سالہ سابقون الاولون کا حساب جن کے ذمہ گزشتہ کسی سال کا بقایا ہے پہلے قبل جلسہ ارسال کیا گیا تھا اور اب پھر جن کی ادائیگی نہیں ہوئی۔ یا جس نے جواب دیکر اپنے حساب کا فیصلہ نہیں کرایا ان کو جون کے پہلے ہفتہ میں یاددہانی ارسال کر کے لکھا گیا تھا کہ اس قدر بقایا خالی سالوں کا چندہ ادا کرنے پر آپ کا نام فہرست میں آسکتا ہے اور یہ بھی واضح طور پہ لکھا گیا تھا کہ مزید پڑتال کے لئے مرکزی رسید کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ کیونکہ مقامی رسید کے حوالہ کے بغیر مزید پڑتال نہیں ہوسکتی - مگر بعض احباب بڑے اصرار سے لکھتے ہیں کہ ہم دے چکے ہیں۔ یا ہمیں خوب یاد ہے۔ کہ بقایا نہیں بلکہ ہر سال وعدہ کے ساتھ ادا کرتے رہے ہیں۔ اس لئے نام درج فہرست ہو۔

ایسے دوست نوٹ فرمالیں کہ بغیر مرکزی رسید کے حوالہ کے مزید پڑتال نہیں ہوسکتی اور نہ ہی دفتر ان کی یادداشت کی بناء پر ان کی رقم کی وصولی کا اندراج کرسکتا ہے۔ کیونکہ بقایادار اپنی یاد پیش کرتے ہیں اور دفتر اپنا ریکارڈ پیش کر کے اپنے بقائے کا مطالبہ کرتا ہے۔ پس یاد کے مقابلہ میں ریکارڈ کو ترجیح ہوگی اور مرکزی رسید کا حوالہ مزید پڑتال کا باعث ہوکر جو بھی اندراج کی غلطی ہو اس کی اصلاح کی جائے گی۔ لیکن اس کہنے پر کہ میری یاد ہے میں دے چکا ہوں یہ دفتر اس کا اندراج نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اندراج اس رقم کا ابتدائے تاریخ سے ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ جو تحریک جدید کے خزانے میں داخل ہوجائے۔ جس رقم کا ثبوت نہ ہو اسے کس طرح داخل شدہ سمجھ لیا جائے۔

پس بقایادار مرکزی رسید کا حوالہ دیں یا اب جلد سے جلد بقایا ادا کر کے اپنا نام درج فہرست کرائیں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کے قابل فروخت حصص

کمپنی کا سرمایہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہے جو کہ ساڑھے سترہ ہزار حصص پر مشتمل ہے حصہ کی پوری رقم چار قسطوں میں لی جائے گی۔ پہلی قسط پانچ روپے کی ہے۔ چار ہزار حصص ابھی تک قابل فروخت ہیں اگر دوست ہمت کر کے یہ حصص خرید لیں تو ساڑھے سترہ ہزار حصص پورے ہوجائیں گے۔ چونکہ اس کمپنی کے قیام کا مقصد اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہے اس لئے وہ دوست جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور اسلام کی صحیح تعلیم کی اشاعت کی تڑپ پیدا کی ہے وہ ضرور حصہ لیں۔

رجسٹرمین بورڈ آف ڈائرکٹرز الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ

بحالی وصیت

مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب موصی نمبر ۲۴۵۶ کی وصیت بوجہ بقایا زائد از چھ ماہ منسوخ ہوگئی تھی اب شیخ صاحب موصوف کے حساب کا تصفیہ ہوگیا ہے اس لئے ان کی وصیت زیر ریزولیوشن نمبر ۲۷۹ الف مورخہ ۵۵-۳ بحال کردی گئی ہے۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان

تربیتی کلاس

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر شوریٰ خدام الاحمدیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ تربیتی کلاس موسم گرما کی تعطیلات میں جاری کی جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کی تعمیل میں آئندہ کلاس تعطیلات میں منعقد ہوگی - جس کی تاریخوں کا اعلان ۳۰ جون کے بعد کر دیا جائے گا۔ یہ کلاس نہایت ضروری ہے اور ایک خاص ماحول میں اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ پندرہ دن خدام کی تربیت کے لئے وقف ہوتے ہیں اور مرکز کے مستند علماء تعلیم دیتے ہیں۔ اس کے لئے ہر مجلس کو کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوانا چاہیے - نمائندہ ایسا ہو جو واپسی پر یہاں سے حاصل کی ہوئی تعلیم دوسروں کو دے سکے۔

اس کے اخراجات کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجلس اپنے نمائندہ کا خرچ خود برداشت کرے گی سوائے اس مجلس کے نمائندہ کے جس کی طرف سے آئندہ سالانہ اجتماع کا چندہ بجٹ کے مطابق سو فیصدی ادا ہوگیا ہو۔ اگر کسی مجلس نے سالانہ اجتماع تک چندہ سو فیصدی بھجوا دیا تو ایسی مجلس کے نمائندہ کا خرچ اجتماع کے بعد مجلس کو یہ واپس کر دے گی۔

مرکز ہر قسم کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے۔ مجالس کو چاہیئے کہ ان سہولتوں سے پورا فائدہ اٹھائیں اور کم از کم ایک نمائندہ ضرور بھجوائیں۔ نمائندہ کے بارہ میں دفتر مرکزیہ کو اطلاع ضرور دے دیں۔

نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

لجنات اماء اللہ کیلئے اعلان - ناصرات الاحمدیہ کے کام کی رپورٹ بھجوائیے!

لجنات اماء اللہ کی طرف سے موصول شدہ رپورٹوں میں ناصرات الاحمدیہ کے کام کی رپورٹ نہیں ہوتی یہ امر قابل افسوس ہے۔ براہ مہربانی باقاعدہ اجلاس کروائے جائیں۔ ممبرات کی تعداد اور رپورٹ سے باقاعدہ اطلاع بھجوائی جایا کرے۔ اجلاس کی کارروائی اور ناصرات کے نصاب اور چندہ کے متعلق ہدایات رسالہ "لجنہ اماء اللہ کے فرائض" میں درج ہیں۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

مصباح کے متعلق ضروری گذارش

رسالہ مصباح لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا واحد مذہبی و قومی آرگن ہے۔ اس لئے تمام احمدی مستورات کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت میں کما حقہ حصہ لے کر مصباح کی قلمی و مالی مدد فرمائیں تاکہ رسالہ باحسن طریق فریضہ تبلیغ ادا کر سکے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہیئے"

حضرت اقدس کے فرمان سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ قوم کی زندگی پریس کی مضبوطی میں مضمر ہے اس لئے تمام لجنات کو چاہیئے کہ وہ ہر ممکن طریق سے مصباح کی اشاعت کو وسیع کرنے کی کوشش کر کے ثواب دارین حاصل کریں جبکہ سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے۔

امۃ اللہ خورشید مدیرہ مصباح ربوہ ضلع جھنگ

حکیم محمد دین صاحب کی وفات

خاکسار کے والد صاحب محترم حضرت حکیم محمد دین صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ مورخہ ۶ جون ۱۹۵۵ء بروز سوموار ۲ بجے بعد دوپہر کراچی میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صحابہ کرام۔ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے گذارش ہے کہ مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں مرحوم موصی تھے۔ احمدیت کی تبلیغ کا انہیں بے حد شوق تھا۔ اور کوئی بھی مجلس جس میں آپ شریک ہوں احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کے بغیر نہیں ہوتی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انہیں والہانہ عشق تھا۔ اور ان کے خلاف کسی سے بھی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔

آخری ایام میں ان کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ ربوہ کی زیارت کریں لیکن ڈبل نمونیہ کے باعث وہ چونکہ سفر کے قابل نہ تھے اس لئے وہ ربوہ نہ آسکے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت والد صاحب محترم کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین

خاکسار جلال محمود لالوکھیت کراچی

(۲) ایم فتح محمد صاحب آزاد آف نکوڑہ کی بیگم صاحبہ اچانک اس جہان سے رحلت فرما گئیں ہیں مرحومہ نہایت نیک دل اور خدا پرست خاتون تھیں اور مخلص احمدی تھیں احباب دعا فرمائیں (ص)

(ص) کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے (آمین) اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین
ایم۔ کے رئیس اعظم ضلع پونچھ آزاد کشمیر

السّابقون الاوّلون کا جہاد اور اگست ۱۹۵۵ء کا پہلا عشرہ

انیس سالہ جہادِ کبیر میں حصہ لینے والا ہر احمدی اچھی طرح سمجھ اور سوچ کر نوٹ کر لے کہ

(۱) فہرست میں اس کا نام صرف اور صرف اس صورت میں آئے گا۔ جبکہ اس نے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت میں متواتر انیس سال تک قربانی کی ہو۔ اور اس کی ہر سال کی راہِ خدا میں دی ہوئی رقم بھی دکھائی جائیگی۔

(۲) دفتر بقایاداروں کو اب دوبارہ بھی یاددہانی کر چکا ہے۔ کہ اگست ۵۵ء کے پہلے ہفتہ تک اپنا بقایا ادا کر کے نام درج فہرست کروائیں۔

(۳) اگر آپ نے اپنا بقایا نہ ادا کیا۔ تو آپ کا نام بقایا داران کی فہرست میں حضور ایدہ اللہ تعالے کے حضور پیش کر کے آپ کے بارہ میں نام فہرست سے خارج کرنے کی ہدایت حاصل کی جائے گی۔ پس آپ اپنا نام بقایاداران میں درج کروا کر دفتر کو شرمندہ ہونے کا موقعہ نہ دیں۔ بلکہ بقایا ادا کر کے اس جہادِ کبیر میں شامل ہونے والوں میں داخل ہوں۔ اور ادا کرنے والوں کی فہرست میں آپ کا نام پیش ہو۔

(۴) اگر آپ نے دفتر کی اطلاع کے مطابق اپنے بقایا میں سے کچھ ادا کیا ہوا ہے۔ تو مزید پڑتال کے لئے مرکزی رسید کا حوالہ دیں۔ مقامی رسید کا حوالہ کافی نہیں اور نہ ہی آپ کی یادداشت پر وصولی دکھائی جائے گی۔ جیسا کہ بعض اپنی یادداشت پر زور دیتے ہیں۔ کہ ہم دے چکے ہیں۔ ہماری یادداشت کی بناء پر رجسٹر میں وصولی درج کر کے نام فہرست میں رکھا جائے۔ ایسے تمام احباب نوٹ کر رکھیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب تک تحریک جدید کے خزانہ میں رقم داخل نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اندراج نہیں کیا جا سکتا۔ پس ریکارڈ کے مقابل پر یادداشت کو ترجیح نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی مرکزی رسید کے بغیر مزید پڑتال ہو سکتی ہے۔ لہٰذا دفتر اول کے بقایا دار اپنا بقایا اگست ۵۵ء کے پہلے ہفتہ تک ادا کر کے نام درج فہرست کروا لیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کے قوانین کی مذمت

ایتھنز ۲۰ جون۔ ایتھنز میں بین الاقوامی قانون دانوں کی جو کانفرنس ہو رہی تھی۔ وہ ختم ہو گئی۔ اس کانفرنس نے رنگ اور نسل کی بنیاد پر امتیاز کے خلاف کئی قراردادیں منظور کی ہیں۔ جن میں نسلی امتیاز کی مذمت کی گئی ہے۔ بین الاقوامی قانون دانوں کی قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ رنگ۔ نسل۔ ذات پات یا مذہب کی بنیاد پر کسی قوم یا فرقہ سے امتیاز برتنا انصاف اور اقوام متحدہ کے منشور کے خلاف ہے۔ ایک اور قرارداد میں کہا گیا ہے۔ کہ بین الاقوامی انصاف اور قانون کا تقاضا یہ ہے۔ کہ رنگ۔ نسل۔ زبان۔ مذہب۔ ذات پات یا قومیت کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی ممانعت

جامعہ نصرت (گرلز کالج) ربوہ کا شاندار نتیجہ

بی اے کے امتحان میں ۸ میں سے ۵ طالبات کامیاب ہوئیں اور نتیجہ ۶۳ فیصدی رہا

جامعہ نصرت ربوہ سے اس سال بی اے کے امتحان میں ۸ طالبات شامل ہوئی ہیں۔ جن میں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵ کامیاب ہوئی ہیں اور ایک کمپارٹمنٹ میں آئی ہے۔ دو لڑکیوں نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہے۔ اس کالج سے بی اے کے امتحان میں پہلی مرتبہ لڑکیوں نے شمولیت کی تھی۔ یونیورسٹی اوسط نتیجہ کو جو ۲۲ فی صد ہے۔ ملحوظ رکھتے ہوئے یہ نتیجہ جو ۶۳ فی صدی ہے نہایت ہی شاندار ہے۔ اور پنجاب کی بہترین درسگاہوں کے نتائج کے مقابلہ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے لئے کالج کی پرنسپل اور سٹاف کی سعی قابل مبارکباد ہے۔ پاس ہونیوالی طالبات کے نام مع حاصل کردہ نمبر مندرجہ ذیل ہیں:۔
سعیدہ بیگم ۲۷۷ - امۃ الرشید قمر ۲۵۴ - امۃ المجید ۲۴۶ - منظور النساء ۲۳۷ عطیہ سمیع ۲۱۴ - مریم صدیقہ کمپارٹمنٹ میں آئی ہیں۔

ایک احمدی نوجوان کی نمایاں کامیابی

بی ایس سی کے امتحان میں پنجاب بھر میں اول آئے اور نیا ریکارڈ قائم کیا

اس سال بی ایس سی (B S C) کے امتحان میں عزیز منیر احمد رشید ولد میاں محمد اسحاق صاحب مسعودی رول نمبر ۳۶۰ سٹوڈنٹ گورنمنٹ کالج لاہور نے ۳۹۲/۵۰۰ نمبر حاصل کر کے اول آئے۔ اور ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔

پہلا ریکارڈ احمد اللہ اکمل نے ۱۹۵۳ء میں ۳۸۱/۵۰۰ نمبر لے کر قائم کیا تھا عزیز میٹرک میں یونیورسٹی میں دوم اور ایف۔ ایس سی میں یونیورسٹی میں چھٹے نمبر پر رہے تھے۔ آپ اپنے تعلیمی مشاغل کے علاوہ جماعتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ سول لائنز کے زعیم ہیں۔ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف اور جماعت کے لئے یہ کامیابی مبارک کرے۔ اور اسے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

خاکسار بہادل شاہ صدر حلقہ سول لائنز

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

دل ہی دل میں خوش ہوتے ہیں۔ مگر اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ دوسرے لوگ اس ظلم کا منبع انہیں قیاس کریں۔

مودودی صاحب نے فسادات کے پہلے اپنی تقریر میں جو یہ دھمکی دی تھی۔ کہ یہاں ہندو مسلم والے فسادات شروع ہو جائیں گے۔ یہ امر بھی مودودی صاحب کی ذہنیت کے مندرجہ بالا تجزیہ کو قوی تر کرتا ہے۔ آپ نے جو کچھ اس وقت فرمایا تھا۔ وہ آپ کی اسی ذہنیت کا مظاہرہ تھا۔ ورنہ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ جیسی کمزور اور قلیل جماعت کے متعلق معمولی دماغ کے لئے یہ وہم بھی کرنا ممکن نہیں تھا۔ کہ وہ فسادات میں فسادیوں کا مقابلہ کرے گی۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ احمدیوں کی گزشتہ تاریخ واضح طور پر بتا رہی تھی۔ کہ انہوں نے کبھی مقابلہ نہیں کیا اور وہ عقیدۃً اور عملاً ہمیشہ پر امن رہتے ہیں۔ اس لئے یقیناً یہ مودودی صاحب کی اپنی ہی ذہنیت کا کرشمہ تھا۔ جس نے انہیں آئندہ ہونے والے واقعات کا نقشہ ہندو مسلم فسادات کی صورت میں دکھایا تھا۔ یہ ان کی اپنی اپج تھی۔ یہ ان کے دل کی گہرائیوں میں ایک خواہش تھی۔ جس نے الفاظ میں "ہندو مسلم فساد" کا جامہ اختیار کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے طبعی رجحانات سے مجبور ہیں۔ "تلوار کی غلبہ رانی" کے بغیر وہ تبلیغ اسلام میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں کر سکتے۔ الغرض وہ ایک مذہبی Sadist ہیں۔

درخواست دعاء

مکرم جناب حکیم سردار محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈگری سندھ ایک لمبے عرصے بعارضہ ہائی بلڈ پریشر بیمار ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل کے تحت انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

سید احمد علی مبلغ سلسلہ احمدیہ

الفضل کے مشتہرین سے کوئی معاملہ کرتے وقت احباب اپنی تسلی خود کر لیا کریں! نیز ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں!